سوال

(130) رفع الیدین کرنا، بلند آواز سے آمین کہنا درست ہے یا نہیں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ نماز میں رفع الیدین کرنا اور تینوں جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہنا درست ہے یا نہیں اور جو شخص ان دونوں پر عمل کرے وہ امام اعظم کے مذہب سے باہر ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

علمائے حقانی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین کرنے میں لڑنا جھگڑنا ، تعصب اور جہالت سے خالی نہیں ہے کیونکہ مختلف اوقات میں رفع الیدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں ، شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں طرفین کے دلائل بیان کر کے لکھا ہے کہ دونوں طریقوں کو ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے مولانا عبد العلی لکھنوی ارکان اربعہ میں طرفین کے دلائل لکھ کر فرماتے ہیں : ''اگر نہ کرے تو بہتر ہے اور اگر کرے تو کوئی حرج نہیں ہے '' لیکن اگر انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو بہت سے صحابہ کرام سے رفع یدین ثابت ہے ، چنانچہ عراقی نے شرح تہذیب میں اور مولوی سلام اللہ حنفی نے محل شرح مؤطا میں پنجاہ صحابہ سے رفع یدین نقل کی ہے ۔ سیوطی نے تئیس صحابہ سے رفع یدین نقل کی ہے اور مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس نے سفر السعادت میں لکھا ہے کہ مرفوع احادیث اور آثار و اخبار رفع یدین کے متعلق اکٹھے کئے جائیں تو ان کی تعداد چار سو تک پہنچتی ہے اور رفع یدین کے منسوخ ہونے کا دعویٰ بالکل بلا دلیل ہے ۔

رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا حضرت ابن عمرؓ کے علاوہ مالک بن حویرثؓ ، ابوہریرہؓ ، علیؓ ، ابو حمید ساعدیؓ ، ابن عباسؓ ، انسؓ ، جابرؓ ، صہیبؓ ، ابو موسیٰؓ ، ابو سعیدؓ ، سہل بن سعدؓ ، محمد بن مسلمہؓ ، ابو قتادہؓ ، ابو موسیٰ اشعریؓ ، عمرو لیثیؓ وغیرہ صحابہؓ سے حدیث کی مختلف کتابوں میں منقول ہے ، امام شافعی نے کتاب الامام میں چودہ صحابہ سے رفع یدین کی روایتیں نقل کی ہیں ۔ امام بخاری نے رفع یدین کو سولہ صحابہؓ سے روایت کیا ہے ۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ وہ حدیث ہے جس کو عشرہ مبشرہ نے آنحضرت ﷺ سے نقل کیا ہے ۔ ولی عراقی کہتے ہیں کہ میں نے تتبع کیا ، تو مجھ کو پچاس صحابہ رفع یدین کی روایت نقل کرنے والے ملے ، ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا ہے ۔ عطاء کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدریؓ ، ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ کو رفع یدین کرتے دیکھا ہے ۔ امام حسن اور ابن سیرین رفع یدین کرتے تھے ۔ امام ترمذی کہتے ہیں ۔ حضرت جابرؓ ، انسؓ ، ابوہریرہؓ ، عطاء ، طاؤس ، مجاہد ، نافع ، سالم ، سعید بن جبیر ، امام شافعی ، احمد ، اسحاق اور تمام اہل حدیث رفع یدین کرتے تھے ۔ امام ابو حنیفہ اور مالک کی ایک روایت رفع یدین نہ کرنے کے متعلق تھے اور دلیل میں ابن مسعودؓ کی روایت پیش کرتے ہیں کہ ''انہوں نے آنحضرت ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھائی اور تکبیر تحریمہ کے سوا اور کسی جگہ رفع یدین نہ کی '' ابوداؤد نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں ہے ، ابن مبارک کہتے ہیں یہ حدیث ثابت نہیں ہے ، امام احمد ، یحییٰ بن آدم ، بخاری ، ابوداؤد ، ابو حاتم ، دار قطنی ، دارمی ، حمیدی ، بیہقی ، ابن حبان سب نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے ۔ امام نووی نے کہا کہ اس کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے ، ابن قطان نے کہا : ''ثم لایعود'' (پھر نہ

کرتے) کے الفاظ وکیع نے اپنی طرف سے کہے ہیں، دار قطنی نے کہا، یہ لفظ ''لایعود'' صحیح نہیں ہے، امام ترمذی کرتے ہی کچھ صحابہ سے رفع یدین نہ کرنا بھی ثابت ہے، ابن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا اور ترمذی نے حسن۔

قصہ مختصر رفع یدین کا ثبوت اور عدم ثبوت دونوں مروی ہیں، اس اختلاف سے وجوب کی نفی تو ثابت ہوسکتی ہے اس کی عدم سنیت ثابت نہیں ہوتی اور عبداللہ بن عمرؓ کا رفع یدین نہ کرنا اس کے مستحب ہونے کے منافی نہیں اور ہوسکتا ہے کہ ابن عمرؓ نے کبھی خیال نہ کیا ہو تو استمرار رفع یدین سے انہوں نے انکار کیا ہو اور اس سے زیادہ سے زیادہ نفی وجوب رفع تو ثابت ہوسکتی ہے، عدم سنت نہیں، رفع یدین کے اثبات کی مندرجہ بالا تقریر سے بخوبی واضح ہے۔ کہ یہ حدیث متواتر ہے، فیروز آبادی کے قول کے مطابق چار سو حدیثیں، آثار واخبار اس کے ثبوت میں موجود ہیں۔

پھر آنحضرت ﷺ اپنی آخری زندگی تک رفع یدین کرتے رہے ہیں، چنانچہ امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں حضرت ابن عمرؓ سے حدیث روایت کی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے وقت تک آپ کی نماز رفع یدین سے ہوتی رہی، عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ حدیث میرے نزدیک ہر اس آدمی پر حجت ہے جو اس کو سنے، رفع یدین اپنی صحت اور تواتر اور ایک جم غفیر سے روایت کے بعد منسوخ نہیں ہوئی، آنحضرت ﷺ کے بعد بھی یہ صحابہؓ اور تابعین کا معمول رہی ہے جیسا کہ معین الدین سندھی نے دراسات اللبیب میں بیان کیا ہے اور اگر اس کی زیادہ تحقیق مطلوب ہو تو شاہ اسماعیل شہید کی کتاب تنویر العینین ملاحظہ فرمائیں، آپ پر حق واضح ہوجائے گا۔

اور ایک دو مسائل میں امام صاحب کے قول کو چھوڑ کر دوسرے اقوال پر عمل کرلینے سے کوئی آدمی ان کے مذہب سے خارج نہیں ہوجاتا چنانچہ اس مسئلہ کی پوری تحقیق معیار الحق میں موجود ہے، اس کو ملاحظہ کرکے تسلی کریں۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جمہور اور اکثر علماء کے نزدیک آمین بالجہر کہنا سنت ہے اور ان کے دلائل حسب ذیل ہیں، وائل بن حجر کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب غیر المغضوب علیھم ولاالضالین پڑھتے تو بلند آواز سے آمین کہتے، ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ جب ولاالضالین پڑھتے تو آمین کہتے، جس کو پہلی صف والے سن لیتے، ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب آپ الحمد کی قرأت سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے، اس کی سند بخاری مسلم کی شرائط پر ہے۔ وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے ولاالضالین کہا تو بلند آواز سے آمین کہی، دوسری حدیث میں ہے کہ ہم نے آپ کی آمین سنی، وائل بن حجر کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے ولاالضالین کے بعد آمین بلند آواز اور مد کے ساتھ کہی، ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب آپ نے ولاالضالین کہا تو اتنی آمین کہی کہ پہلی صف والوں نے سن لی پھر صحابہ کی آمین سے مسجد گونج اٹھی۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ جب ولاالضالین پڑھتے تو آمین کہتے، ابن حجرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ولاالضالین کے بعد آپ کی آمین سنی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جتنا حسد یہودی تمہاری آمین اور سلام پر کرتے ہیں اتنا اور کسی چیز پر نہیں کرتے، سو تم آمین بلند آواز سے کہا کرو اور فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوجائے اس کے پہلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

پس مقتدی کو چاہیے کہ حضرت ﷺ کی اقتداء کرے یعنی جس طرح سے آنحضرت ﷺ آمین پکار کر کہتے تھے اسی طرح مقتدی بھی پکار کر کہے کہ اقتداء آنحضرت ﷺ کی پائی جائے کیونکہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: صلوا کما رأیتمونی اصلی (ترجمہ) ''یعنی پڑھو نماز جیسا کہ مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا تو نے''

جب رسول اللہ ﷺ بلند آواز سے آمین کہتے تو ہمیں بھی بلند آواز سے کہنا چاہیے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے جیسے تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو ویسی ہی نماز تم بھی پڑھا کر، اکثر علماء نے کہا، آمین بلند آواز سے کہنا چاہیے۔

مولانا عبدالعلی ارکان اربعہ میں فرماتے، آمین آہستہ کہنے کے بارے میں صرف ایک حدیث ہے اور وہ بھی ضعیف ہے۔ آہستہ آمین کہنا ہمارا مسلک ہے مگر اس کے متعلق علقمہ بن وائل کی حدیث کے سوا اور کوئی حدیث نہیں ہے اور وہ حدیث ضعیف ہے لیکن معاملہ آسان ہے، آمین کہنا سنت ہے اور آہستہ یا بلند کہنا مستحب ہے، مولانا اسماعیل شہید تنویر العینین میں فرماتے ہیں کہ آمین آہستہ کہنے سے بلند آواز سے کہنا بہتر ہے۔

حاصل کلام کا یہ ہے کہ تامین بالجہر نماز جہریہ میں امام شافعی وامام احمد جمہور علماء کے نزدیک جائز ہے اور امام ابوحنیفہ ودیگر اہل کوفہ کے نزدیک تامین نماز جہریہ میں سرا مطلق جائز ہے

اور استدلال جمہور کا حدیث وائل سے ہے۔   (سید محمد نذیر حسین)

فائدہ :

مستدرک حاکم میں ہے، بلال کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ''لا یستغنی بآمین'' یہ حدیث شیخین کی شرط پر ہے، گو انہوں نے اس کو روایت نہیں کیا امام احمد بن حنبل ابوہریرہ کی حدیث کی بنا پر بلند آواز آمین کہتے اور مدینہ کے فقہاء کا بھی یہی مذہب ہے۔

واضح ہو کہ حاکم نے جو بلال سے راویت نقل کی ہے، اس میں دو غلطیاں ہیں ایک تو یہ کہ بلال کے قول کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہے یعنی یہ حدیث حقیقت میں موقوف ہے جسے مرفوع بنا دیا گیا ہے اور دوسری غلطی یہ ہے کہ ''لا تسبقنی بآمین'' (مجھے آمین کہنے لینے دینا) کے الفاظ کو ''لا یستغنی بآمین'' بنا دیا گیا ہے، چنانچہ صحیح روایت میں ''لا تسبقنی بامین'' کے لفظ آئے ہیں اور اس کی نظیر ابوہریرہؓ کی حدیث ہے جسے بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ اپنے امام علاء بن حضرمی کو آواز دیا کرتے تھے کہ میری آمین فوت نہ ہونے دینا، ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ مجھ سے آمین پہلے نہ کہہ لینا اس کی وجہ یہ تھی کہ ابوہریرہؓ مروان کے مؤذن تھے، ابوہریرہؓ نے مروان سے شرط کرلی تھی کہ میں اس صورت میں مؤذن بنوں گا کہ ولاالضالین میرے نماز شروع کرنے سے پہلے نہ کہہ لینا کیونکہ حضرت ابوہریرہؓ کے ذمہ بحیثیت مؤذن یہ ڈیوٹی بھی تھی کہ صفوں کو درست کریں اور اقامت وغیرہ کہیں اور مروان ابوہریرہؓ کے فارغ ہونے سے پہلے ہی نماز شروع کر دیا کرتا تھا، تو ابوہریرہؓ نے اس لیے یہ شرط کی تھی۔

امام احمد بن حنبل کے مذہب کے مطابق امام و مقتدی ترتیب دار بلا مہلت آمین کہیں چنانچہ فقولوا کی فاء سے یہ معنی مستنبط ہوتا ہے کہ فاء ترتیب بلا مہلت کے لیے آتی ہے۔

عجیب لطیفہ ہے کہ احناف میں سے بعض نے لفظ ''لا یستغنی'' کو غنا سے سمجھ لیا ہے اور پھر یستغنی کا معنی یتغنی قرار دیا ہے یعنی آمین بلند آواز سے نہ کہو یہ بناء فاسد علی الفاسد ہے کہ استغناء کا معنی عربی زبان میں تیغنی کبھی نہیں آیا، جو اس کا دعوے کرے وہ دلیل بیان کرے یہ صرف کاتب کی غلطی تھی جس سے مطابق براری کی کوشش کی گئی ہے اور ابوداود کی روایت اس کی شاید ہے، دوسری بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مستدرک کی روایت میں شعبہ ہے اور ابوداؤد کی روایت میں سفیان ہے، جو شعبہ کے قائم مقام ہے، اگر بالفرض اسے کاتب کی غلطی تسلیم نہ کیا جاوے تو شعبہ کا مقابلہ سفیان سے ہوگا اور حاکم و ابوداوَد کے اختلاف روایت میں ابوداوَد، حاکم سے مقدم ہے، اسی طرح سفیان شعبہ پر مقدم ہوگا، چنانچہ خود شعبہ کا قول ہے کہ سفیان مجھ سے زیادہ احفظ ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ اگر کوئی بھی آدمی سفیان کی مخالفت کرے گا تو قول سفیان ہی کا معتبر ہوگا۔
خلاصہ یہ کہ مستدرک کی روایت سے جو آمین بالجہر کی ممانعت ثابت کرے وہ غلطی پر ہے۔ واللہ اعلم۔   (سید محمد نذیر حسین)

فتاوی نذیریہ

جلد01